وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

از افادات: غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اشاعت اہلسنت
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

بسمہ تعالی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رازی دوراں غزالی زماں حضرت علامہ و مولانا سید سعید احمد شاہ کاظمی رضی اللہ تعالی عنہ کا شمار مذہب حق اہلسنت و الجماعت کی ان مقتدر و جید شخصیات میں ہوتا ہے جن پر دنیائے سنیت تا ابد فخر کرتی رہے گی۔ دنیا سنیت کا ایک ایسا آفتاب کہ جس کی نورانی کرنوں سے ایک طرف جہاں ہزاروں تشنگان علم سیراب ہوئے تو دوسری طرف ان کی متعدد علمی کتب ایسے نچوڑ کی حیثیت رکھتی ہے جو کہ قرآن، حدیث، فقہ و تفسیر، سیرت و تصوف کی کتب کے گہرے مطالعے کے بعد صفحہ قرطاس پر ابھرے ہیں۔

"مقالات کاظمی" علامہ کاظمی صاحب کے شہرہ آفاق مضامین کا مجموعہ ہے جو کہ کئی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکا ہے۔ اس کتاب کے متعدد علمی مضامین میں سے ایک مضمون و ما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ہے جس میں آپ نے ایک آیت مبارکہ کی مدد سے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے لئے علم غیب، حاضر و ناظر، اختیارات رسول اللہ تعالی علیہ وسلم اور حیات النبی کو چند ہی صفحات میں ایسے فصیح و بلیغ انداز میں بیان کیا ہے گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کردیا گیا ہو۔ جمعیت اشاعت اہلسنت اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت ۳۲ کی کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کررہی ہے۔

اللہ تبارک و تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے صدقے و طفیل جمعیت کی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے اس رسالے کو نافع ہر خاص وعام بنائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

طالب مدینہ و جنت البقیع

محمد جہانگیر اختری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ و التحیۃ کے نزدیک یہ امر قطعی ہے کہ اس آیہ کریمہ میں کاف خطاب سے مراد حضور سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی رحمۃ للعالمین نہیں ہوسکتا، جس کی دلیل یہ ہے کہ آیہ کریمہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح میں وارد ہے اور قاعدہ ہے کہ مقام مدح میں جو وصف وارد ہوگا وہ ممدوح کے ساتھ خاص ہوگا۔ کیوں کہ تخصیص کے بغیر مدح ممکن نہیں۔ لہذا ضروری ہوا کہ رحمۃ للعالمین ہونے کا وصف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے خاص ہو۔ کسی مسلم ہستی کے کلام میں کسی دوسرے کے لئے اگر مسامحہ کے طور پر یہ لفظ یا اس کا ہم معنی کوئی کلمہ وارد بھی ہو تو اسے مبالغہ یا مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ حقیقت و واقعیت سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

العالمین سے مراد صرف انسان یا جن و بشر یا ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے جیسا کہ خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ ”ارسلت الي الخلق كافة“۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی۔ وللہ الحمد

اس کے بعد لفظ رحمۃ کی طرف آئیے۔ مفسرین نے اس کی دو توجیہیں کی ہیں۔ اگر مستثنی منہ اعم علل ہو تو ”رحمۃ“ ارسلنا فعل کا مفعول لہ قرار پائے گا۔

اور تقدیر عبارت یہ ہوگی ”وماارسلناك لعلة من العلل الا لاجل الرحمة للعالمين“

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو کسی لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے ”رحمت“ کے لئے بھیجا ہے۔ اور اگر اعم احوال کو مستثنی منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہوگا اور لفظ رحمت مصدر مبنی للفاعل ہوکر بمعنی راحم قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ ”وما ارسلناك في حال من الاحوال الا حال كونك راحماًللعالمين“۔

ترجمہ۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر صرف اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں۔

لفظ رحمت مفعول لہ ہو یا حال بہر صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم راحم قرار پاتے ہیں کیوں کہ مفعول لہ سبب فعل ہوتا ہے اور فاعل بھی سبب فعل ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راحم ہونا حال اور مفعول لہ دونوں کے مطابق ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کل مخلوقات ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ، غرض اللہ کے سوا ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔

بیان سابق کی روشنی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالمین کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو راحماً للعالمین ہونے کے لوازمات و مناسبات بھی ثابت ہوگئے۔ کیوں کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ”اذا ثبت الشئي ثبت بجميع لوازمه“

ترجمہ: جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

نمبر۱۔

سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیوں کہ مردہ رحم نہیں کرسکتا وہ خود رحم کا طالب اور مستحق ہوتا ہے لہذا اگر حضور صلی اللہ

علیہ وسلم معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو راحماً للعالمین نہیں ہوسکتے۔ جب آیت قرآنیہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راحماً للعالمین ہونا ثابت ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

نمبر۲۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیوں کہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کرکے ظالم کے ظلم سے اسے بچائے۔ اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اس سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔ عمرو اس کی درخواس سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کا حال کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ کس مصیبت میں مبتلاء ہے اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمھیں کیا تکلیف ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو، اب اگر زید اسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا رہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کردیجئے، تو، کیا عمرو اس پر رحم کرسکتا ہے ؟ نہیں اور یقیناً نہیں، جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حالات سے پوری طرح باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ اس پر قطعاً رحم نہیں کرسکتا۔ آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم راحماً للعالمین ہیں تو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کا ماسوی اللہ جمیع کائنات و مخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ماکان و مایکون کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راحماً للعالمین نہیں ہوسکتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راحماً للعالمین ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

نمبر۳۔

تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا

جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو۔ مثال کے طور پر ایک شخص شب و روز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات اللہ تعالٰی کی عبادت و طاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت و ریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف و ناتواں ہوگیا ہے کہ اس کے لئے چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہوگیا ہے اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کے الزام میں پکڑ کر تختہ دار پر لٹکادیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے ؟ ہمارے پاس وہ قدرت و اختیار نہیں کہ آپ کو تختہ دار سے بچالیں۔ اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کرسکتے۔ معلوم ہوا قدرت و اختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرہ کائنات تک رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاصل ہے۔

نمبر۴۔

چوتھی بات یہ ہے کہ صرت قدرت و اختیار سے بھی کام نہیں چلتا۔ کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کردیا۔ وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔ آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر

آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کردیا۔ اب غور کریں۔ آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشم خود ملاحظہ بھی فرمارہے ہیں اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں۔ رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے اندر پائی جاتی ہے۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کرسکتے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اس سے دور ہیں۔ آپ اپنی حیات، قدرت، اختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کرسکتے۔ معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم سے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔

جب آیہ قرآنیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ۔

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہوسکتی ہے ؟ ایک فرد کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرد واحد افراد کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فرد واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہوسکتا۔ اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں کوئی ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجودات کائنات سے قریب ہوسکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔ دیکھئے ایک ہی قرآن سارے جہاں میں پایا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب، جنوب و شمال، افریقہ و امریکہ، چین و جاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔ عالم محسوسات میں شکل و صورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ

ایک شکل ایک صورت اور ایک ہی آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک ہی شکل و صورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حافظان قرآن شریف کثیف ہیں اسی طرح سننے، دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں، لیکن قرآن شکل و صورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں۔ اس لئے سب کے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطافت اتنی قوی اور ارفع و اعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات و مخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے۔ ہم کثیف سہی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لطیف ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سب سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا حال ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز اور ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہیں۔ ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جاسکے۔ آواز اور ہوا تو کیا! یوں کہئے کہ جہاں جبریل امین علیہ السلام کا بھی گزر نہ ہوسکے وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پائے جاتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو شب معراج کا حال سامنے رکھ لیجئے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوجائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جسکے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف "جلد- ۳ ص۱۸۷ مطبوعہ نولکشور لکھنو" میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ دلیل یہ ہے ہر چیز کا

سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہاں میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو۔ اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہوسکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں۔ چونکہ راحماً للعالمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔ ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شئے سے قریب بھی ہیں۔ نیز ایسے روحانی نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بناء پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین